عبادالله فاروقی

اکیڈمی

لفظ اکیڈمی سے عموماً قدیم دارالعلوم مراد لیے جاتے ہیں۔ لیکن آج کل اس لفظ کا استعمال سوسائٹی یا کسی خاص جماعت کے معنوں میں ہوتا ہے۔ جو ترقی ادب یا علمی تحقیق کی غرض سے معرض وجود میں آئی ہو۔ اس ضمن میں مصنف انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"Academy in its modern acceptation may be defined as a society or a corporate body of literature of science and of art either severally or in combination under-taken for the pure love of these pursuits with no interested motive."

اکیڈمی کی وجہ تسمیہ

ایتھنز سے شمال کی جانب تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر "اکاڈیمیا" نامی ایک تفریح گاہ تھی جو یونان کے ایک قدیم "ہیرو اکیڈیمس" کے نام سے منسوب تھی۔ اور اسی وجہ سے اس کو اکیڈیمیا کہتے تھے۔

مشہور فرمانروائے یونان "لیٹا ڈیمز" کے بیٹے سائمون نے اس مقام کو خوب صورت درختوں اور دلفریب فواروں سے آراستہ کر کے اس کو اہل ایتھنز کے حوالے کر دیا تھا۔ جہاں یہ لوگ سیر و تفریح کی غرض سے جایا کرتے تھے۔ اور اکثر ورزش وغیرہ بھی کیا کرتے تھے۔ جس مقام پر وہ ورزش کرتے

تھے، اس کو جمنیشم، یا ورزش گاہ کہتے تھے۔ اکاڈیمیا میں بھی ایک جمنیشم تھا اس جگہ حکیم افلاطون اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے تھے۔ اسی جگہ کی نسبت سے درس افلاطون کو " اکاڈیمکس " کہتے ہیں۔

عام خیال ہے کہ سب سے پہلی اکیڈیمی وہی تھی جس میں افلاطون الٰہی درس دیا کرتا تھا۔ اور جس کا افتتاح تقریباً ۳۸۷ ق۔م میں ہوا تھا۔ اس درس گاہ میں افلاطون تقریباً چالیس سال تک یعنی اپنی موت کے زمانہ تک جو ۳۴۷ ق۔م واقع ہوئی فلسفہ اور الٰہیات کا برابر درس دیتا رہا۔ اور اسی میں اس کے مشہور درسِ الٰہی کی ابتدا ہوئی تھی۔ جیسا کہ روما کے ایک نامور شاعر "ہارلیس" کے اس قول سے ظاہر ہے کہ " انھیں درختوں کے کنج میں یہاں افلاطون کے الٰہیات اور حقانیت کی ابتدا ہوئی تھی۔ اس اکاڈیمی میں استاد اعظم کے علاوہ ذیل کے فلسفی بھی شامل تھے۔

۱۔ سپوسپس جو افلاطون کا بھانجا اور جانشین بھی تھا۔ (۲) پولیمو یا پولیمول (۳) ذینقراطیس جو سقراط کے انتقال کے بعد افلاطون کا شریک رہ نوردی رہا (۴) کرنیٹر (۵) گریٹیٹنز وغیرہ۔

سپوسپس اپنے اعتقادات میں حکیم فیثاغورث کا متبع تھا۔ اور افلاطون کے اس قول کو کہ خیر مطلق تمام اشیاء کی اصل ہے نہیں مانتا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق اصل اشیاء ایک ایسا جوہر قدیم بالذات ہے جو خیر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، اور جس سے تین اصول متفرع ہوتے ہیں۔

(الف) اصولِ اعداد (ب) اصولِ مقادیر (ج) اصولِ روح

اس کے نزدیک ذاتِ باری ایک زندہ قوت ہے جو جمیع موجودات پر حکمران اور سب میں موجود ہے۔ ذینقراطیس پر افلاطون اور فیثاغورث کا بے حد اثر تھا۔ وہ تین جوہروں کا قائل تھا۔ (۱) محسوسات (۲) ذہنیات (۳) ان دونوں کا مرکب۔

ارسطاطالیس کی ایک مشہور درس گاہ "لیسیم" بھی قابل ذکر ہے۔ ارسطو کو افلاطون کے انتقال کے بعد افلاطون کی جانشینی اور اکیڈیمی کی صدارت کا بھی دعویٰ تھا۔ مگر چونکہ اس کو افلاطون کے جملہ مسائل و معتقدات سے پورا اتفاق نہ تھا اس وجہ سے سپوسپس مذکور افلاطون کا جانشین مقرر ہوا۔ اور ارسطو کو ایک علیحدہ درس گاہ کھولنی پڑی۔ یہ دار العلوم ایک بنے ہوئے چھتے میں واقع تھا جس کو یونانی زبان

میں "پری پیٹوس" کہتے ہیں۔ اور اس لفظ کی مناسبت سے اس کا طریقۂ درس "پری پیٹیٹکس" یعنی "مشائی" کہلاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ارسطو اور اس کے شاگردوں کو چونکہ ٹہل ٹہل کر پڑھانے کی عادت تھی۔ اس وجہ سے انھیں مشائی کہا جاتا تھا۔

سسرو نے اپنی کتاب "ڈیفنس" میں قدیم اکیڈمی کی بے حد تعریف کی ہے۔ لکھتا ہے:

"ان کے تحریرات اور طریق میں تمام ادبیات، تمام تاریخ، تمام لطیف مباحث داخل تھے۔ اور ان کے علاوہ تابھی وہ جملہ فنون پر ایسے حاوی تھے کہ کوئی متنفس بغیر ان کی راہنمائی کے کسی شعبۂ زندگی میں کمال حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ اکاڈمی قدیم ہر اہل فن کے لیے ایک کامل درس گاہ تھی۔"

اکیڈمیا وسطیٰ

اس کا زمانہ ۲۱۶ سے ۱۴۲ ق-م تک ہے۔ یہ اکیڈمی تعلیمات افلاطون کی بنا پر وجود میں آئی تھی۔ اس اکاڈیمی میں فلسفۂ شک Scepticism کو خاصی اہمیت حاصل رہی۔ اکیڈمی وسطیٰ کے بانی Stoics یا محرابی تھے۔ یہ محرابی اس وجہ سے کہلاتے تھے کہ ان کا استاد Zeno زینو ایک "اسٹوا" یعنی محراب کے نیچے بیٹھ کر درس دیا کرتا تھا۔ محرابیوں نے نظریۂ حسیات ایجاد کیا تھا۔ جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اشیاء کا علم ہم کو صرف حس سے ہو سکتا ہے جو یقینی ہے۔

فلسفۂ شک اور محسوسات کا علم انگلستان میں بشپ برکلے میں ظاہر ہوا۔ برکلے ہمہ اوست کا قائل تھا۔ مادہ کا قطعی منکر تھا۔ اس کی رائے میں محسوسات کا علم جس قدر ہو سکتا ہے وہ خود ہمارے احساس کا علم ہے۔ محسوس کی حقیقت سے ہم بالکل واقف نہیں۔ لہذا انسان ہی کو وہ عالم اکبر مانتا ہے۔ جو تصوف کا بڑا مسئلہ ہے۔ برکلے کی اکیڈمی نے اٹھارھویں صدی میں خوب شہرت حاصل کی۔

دورِ جدید کی اکاڈمیا

دورِ جدید کی ابتدا مورخین پندرھویں صدی عیسوی سے شمار کرتے ہیں۔ یہ زمانہ احیائے علوم کا زمانہ تھا۔ Renaissance کی تحریک پندرھویں صدی میں ملک اطالیہ میں شروع ہوئی اور

رفتہ رفتہ تمام یورپ میں پھیل گئی۔ اس تحریک کی وجہ سے علم و ادب میں ایک نئی روح پھونکی گئی۔ تنقید کے نئے قواعد ایجاد ہوئے۔ اور اپنے انسان اپنے خیالات، زبان اور طرزِ عمل میں قرونِ وسطیٰ کے لایعنی تکلفات اور جکڑ بندیوں سے بالکل آزاد ہوگیا۔ تحریک احیائے علوم کے بعد لوگ توہم پرستی سے آزاد ہوگئے۔ مادی دنیا میں نئی نئی راہیں کھولی گئیں۔ نیوٹن۔ ڈیکارٹ۔ بیکن وغیرہ پیدا ہوئے۔ اور نئی نئی اکیڈیمیاں معرضِ وجود میں آئیں۔ مثلاً آج کل کی مشہور اکیڈیمیاں یہ ہیں۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد۔ پشتو اکیڈیمی پشاور۔ اردو اکیڈیمی لاہور۔ آغا حشر اکیڈیمی لاہور۔ پنجابی اکیڈیمی لاہور۔ نفیس اکیڈمی کراچی۔ اقبال اکیڈیمی کراچی جس کے ڈائرکٹر جناب بشیر احمد ڈار ہیں۔